آدابِ رسالت کی قدر و منزلت

از قلم

فیضِ ملت محدثِ وقت شیخ القرآن حضرت علامہ الحاج

محمد فیض احمد اویسی رضوی

باہتمام: صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

آدابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی

قدر و منزلت

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی من الدہ واحبہ

امابعد! فقیر اُویسی غفرلہ نے دورِ حاضرہ کے فرقہ واریت کے خاتمہ کا ایک حل یہ سوچا کہ عوام اہلِ اسلام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے عقائد و معمولات سے روشناس کرایا جائے تب کہیں یہ جھگڑے ختم ہونگے تو کم ازکم ڈھیلے ضرور پڑ جائیں گے۔ کیونکہ یقین ہے کہ صحابہ کرام واسلاف صالحین عظام سے اسلام میں مخلص بڑھ کر اور کون ہوسکتا ہے۔ اس پر ایک کتاب ''الاصابہ فی عقائد الصحابہ'' لکھی ہے۔

اس رسالہ میں صرف یہ دکھانا ہے کہ صحابہ کرام کی نگاہوں میں ادبِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتنی قدر و منزلت تھی۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

شوال ۱۴۱۸ھ

صحابہ کے معمولات و عقائد کا اجمالی خاکہ

اللہ ورسولہ اعلم

احادیثِ مبارکہ کے عشاق کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کوئی بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے تو وہ ازراہ ادب عرض کرتے۔

اللہ و رسولہ اعلم

بفضلہٖ تعالیٰ یہی اہلِ سنت کا معمول ہے کہ ہم جملہ علوم کا مالک اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے لئے ماکان و مایکون کے علوم اللہ تعالیٰ کی عطا و اذن سے مانتے ہیں اسی لئے کہتے ہیں اللہ جانے یا اُس کا رسول ﷺ۔

فداہ ابی وأمی

سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ جب بھی حضور ﷺ کا ذکرِ خیر کرتے تو یہ کہتے فداہ ابی وامی وغیرہ اس میں اپنی محبت اور جان نثاری کا اظہار مطلوب ہوتا۔ آج یہ دولت اہلِ سنت کو نصیب ہے کہ حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر بدل و جان آپ ﷺ پر سو جان قربان ہوتے ہیں۔

متبرکات کی حفاظت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی استعمال کردہ اشیاء کو بھی اس قدر محبوب رکھتے تھے کہ بغیر کسی سخت ضرورت کے اور شدید ترین مجبوری کے اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔ وہ ایک ایک چیز کو محفوظ رکھتے تھے اور اُس سے برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت ابی بن کعب کے پاس استن حنانہ (کھجور کے تنے کا وہ ستون جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں رویا تھا) کا ٹکڑا تھا آپ ہمیشہ اس سے برکت حاصل کرتے اور نہایت ہی حفاظت سے رکھتے۔ اُنہوں نے اس کو کسی وقت جدا نہیں کیا جب تک دیمک نے اُسے کھا کر مٹی نہ کر دیا۔

یادگاریں

صحابہ کرام کے زمانہ میں حضور اقدس ﷺ کی اکثر یادگاریں محفوظ ہیں جنہیں وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اُن سے برکت حاصل کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم نے البرکات فی التبرکات میں تفصیل سے لکھا ہے اور کتاب ہذا میں چند یادگاریں آئیں گی۔ (ترکوں نے کمال حفاظت سے یادگاروں کو محفوظ کر لیا تھا بدقسمتی سے نجدی نے شرک کی آڑ میں اُن سب کو ملیامیٹ کر دیا۔ اب کچھ باقی ہیں تو اُن کو بھی مٹانے کے درپے ہیں)

ہاں صحابہ کرام کے نزدیک ایسے تبرکات اور یادگاریں جان سے عزیز تر تھیں۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے متعلق ملاحظہ ہو۔

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں بال اس قدر دراز تھے کہ جب وہ بیٹھتے اوران بالوں کو چھوڑ دیتے تو زمین پر پہنچتے لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ تم نے ان بالوں کو اتنا کیوں بڑھایا ہے۔اُنہوں نے کہا کہ میں اس وجہ سے ان کو نہیں کٹواتا کہ ایک وقت ان پر حضور ﷺ کا دستِ مبارک لگا تھا۔اس لئے میں نے تبرکاً بالوں کو رکھا ہوا ہے۔

لطیفہ

مولوی احمد علی لاہوری کی داڑھی لمبی مشہور تھی اس لئے نہیں کہ وہ کسی شرعی حکم پر عمل کرتے تھے۔اس لئے کہ اس کی داڑھی پر اُس کے پیر نے ہاتھ لگایا تھا۔(خدام الدین)

تفصیل فقیر کی کتاب ''دیوبندیوں کی پیر پرستی اور دیوبندی بریلوی ہیں'' میں ہے۔

نومولود بچہ کی حاضری

مدینہ طیبہ میں عموماً دستور تھا کہ جو بچہ پیدا ہوتا تھا تو صحابیات رضی اللہ عنہن سب سے پہلے اُسے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کرتیں۔آپ ﷺ بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے تھے اس سے رسول اللہ ﷺ سے بچہ میں دارین کی سعادت کی تحصیل مطلوب ہوتی۔

فائدہ

آج بھی بعض عربی حضرات (اصلی عربی نہ کہ مہاجر از غیر ممالک نہ نجدیوں سے متاثر) کی عادت ہے۔نومولود کو نہلا دُھلا کر کپڑے لپیٹ جالی مبارک کے سامنے لاتے ہیں۔تھوڑی دیر دُعائے خیر کی طلب کے لئے ٹھہر کر چلے جاتے ہیں۔

زیارتِ مزار

جب صحابہ کرام حضور ﷺ کے مزار کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو یہ نہیں کہتے کہ قبر کی زیارت کو جا رہے ہیں بلکہ کہتے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی زیارت کو جا رہے ہیں واپس ہو کر کہتے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔

فائدہ

اس سے اُنہیں ادب ملحوظ تھا کیونکہ قبر عوام کی قبور کو اور مُردے کے لئے کہا جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ زندہ اور عوامی استعمالات سے بلند و بالا مقام کے مالک ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متعلقات کی تعظیم و تکریم

اہلِ سنت میں تعظیم وآداب رسول ﷺ ایسے ہی آپ کے متعلقات کے متعلق طرۂ امتیاز ہے انہیں یہ عمل صحابہ کرام سے نصیب ہوا۔

ازالہ وھم اور قاعدہ اسلام

رسول اکرم ﷺ کو تعظیم وتکریم اور آداب کے لئے دلیل کی محتاجی نہیں اور ادب اپنی دلیل خود ہے مثلاً صحابہ کرام کا حضور ﷺ کا پیشاب مبارک پینا، وضوو غسل اور تھوک اور ناک کا پانی منہ اور جسم پر ملنا اسی طرح دیگر معمولات میں صحابہ کے پاس کون سی دلیل تھی جس پر انہوں نے عمل کیا یعنی کون سی نصوص تھیں جنہیں دیکھ کر انہوں نے عمل کیا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے برعکس جو شخص تعظیمی اور آدابی معمولات پر دلیل مانگتا ہے وہ منافق ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے کسی حیثیت سے بھی محبت کا تعلق نہیں رکھتا۔ اگرچہ لاکھوں بار محبت کا نام لے اُس کی محبت لاف وگزاف ہے کیونکہ محبت اور پھر محبوب سے نفرت یہ اجتماع النقیضین ہے۔

معمولات صحابہ درآداب و تعظیم

ایک مرتبہ حضرت بلال نے حضور ﷺ کے غسل کا بچا ہوا پانی نکالا تو صحابہ نے منت وسماجت کر کے حضرت بلال سے اُسے حاصل کرلیا۔ (تفصیل آئے گی انشاء اللہ)

ابوسفیان کی گواھی

تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۲۲ تحت آیت فضلا کبیرا [1] کہ ابوسفیان حالتِ شرک میں مدینہ منورہ میں قریش کی بدعہدی کا عذر کرنے آئے تھے۔ جب یہاں سے واپس گئے تو قریش سے بیان کیا کہ کسریٰ وقیصر ودیگر بادشاہوں کے یہاں پہنچا ہوں مگر بخدا میں نے تو محمد (ﷺ) کے اصحاب کی مثل کہیں نہیں دیکھے اُن کا یہ حال ہے کہ اگر محمد ﷺ کسی طرف تھوکتے ہیں تو یہ دوڑ کر اُسے سر آنکھوں پر ملتے ہیں کہ عطر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اُن کے وضو کے بچے ہوئے پانی پر قطرہ قطرہ لینے کے لئے اس طرح گرتے ہیں گویا لڑمریں گے۔ (صفحہ ۵۵)

صاحب تفسیر نے اس کے بعد لکھا کہ یہ امر متواتر اً ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عین مراد یہی تھی کہ کسی طرح حضور ﷺ پر فدا ہوں۔

[1] وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۷)

ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

بخاری شریف کی کتاب الانبیاء میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اتفاق سے حضور ﷺ کے پاس پہنچا۔ دوپہر کا وقت تھا اُس وقت آپ خیمہ میں تشریف فرما تھے حضرت بلال باہر آئے اذان دی پھر اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا لوگ اُس پر ٹوٹ پڑے۔

جو لوگ نبی کریم ﷺ، بزرگانِ دین اور اُولیاء کے تبرکات کے فیوض و برکات کے قائل نہیں اور اُسے شرک کہہ رہے ہیں کیا اُنہیں یہ حدیث کافی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بچے ہوئے وضو کے پانی پر صحابہ ٹوٹ پڑتے اس لئے کہ اُس میں اُن کے لئے فیوض و برکات ہوتیں، امراضِ شفاء ہوتی۔ اب لوگوں کو اُن کے وضو کا بچا ہوا پانی تو نہیں مل سکتا مگر اسی پس منظر میں وہ اُن جگہوں سے مٹی اُٹھا لیتے ہیں جہاں حضور ﷺ کا جسم مبارک یا پاؤں مبارک لگا اور روضۂ رسول ﷺ کی گرد کو عنبر و مشک سمجھتے وغیرہ وغیرہ۔

صحابہ کرام حضور ﷺ سے پہلے کھانا شروع نہ کرتے

جب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تو جب تک حضور ﷺ شروع نہ کرتے وہ کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے۔

نیا پھل بارگاہ رسول ﷺ

عن ابی ھریرۃ انہ قال اذا رأو اول الثمر جاء وا بہ الی النبی ﷺ فاذا اخذہ رسول اللہ ﷺ قال اللھم بارک لنا فی ثمرنا ثم یدعوا اصغر ولید لہ فتعطیہ۔

(رواہ مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۲ و ابن ماجہ صفحہ ۲۴۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اُس کو دربارِ رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ ﷺ پھلوں کا نذرانہ قبول فرماتے اور دعا فرماتے۔ اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے مدینے میں برکت فرما۔ اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مد میں برکت فرما (جب دعا ختم فرماتے) پھر چھوٹے بچوں کو بلاتے تو وہ نذرانہ اُن کو تقسیم فرمادیتے۔

آگے امام نووی نے لکھا ہے

قال العلماء کانوا یفعلون ذالک رغبۃ فی دعائہ للثمر فی المدینۃ والصاع والمد و اعلاماً لہ ﷺ بابتداء اصلاحہالما یتعلق بھا من الزکوٰۃ وغیرھا و توجیہ الخاریس۔

فوائد

(۱)عشق کے مفتی نے صحابہ کوفتویٰ دیا کہ اپنے آقا کی عقیدت کا یونہی اظہار کرو۔

(۲) پہلا پھل باغات سے حاصل شدہ بارگاہ رسول ﷺ میں نذرانہ سعادت سمجھنا صحابہ کا شعار ہے اسی سے ہم نے ادب سیکھا کہ مشائخ واولیاء کونذرانے پیش کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے گدھے مبارک کا پیشاب شریف صحابہ کرام کی نظروں میں

گدھااور پھراُس کا پیشاب ہم سب کی نظروں میں ایک حقیر شے ہے لیکن رسول اکرم ﷺ سے جب اُس کی نسبت ہوئی تو اس کا حال ملاحظہ ہو۔آیت:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (پارہ ۲۶،سورۃ الحجرات،ایت۹) ﴿**ترجمہ**: اور اگر مسلمانوں کے دوگروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کر دو اور عدل کرو بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔﴾

کے شان نزول میں علامہ عینی جلد ا صفحہ ۲۰۹ میں لکھتے ہیں

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا نبی اللہ لو اتیت عبداللہ بن ابی فانطلق علیہ النبی ﷺ یر کب حمارۃ وانطلق المسلمون یمشون وھی الارض سنجۃ فلما اتاہ النبی ﷺ قال الیک فو اللہ لقد آذانی نتن حمارک فقال رجل من الا نصار واللہ لحمار رسول اللہ ﷺ ریحا منک فغضب لعبد اللہ رجل من قومہ وغضب لکل واحد منھما اصحابہ وکان بینھما ضرب بالحدید والایدی والنعال۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی کے ہاں چل کر اُس کے ساتھ صلح کی بات کی جائے، آپ ﷺ گدھے پرسوار ہوکر مع جماعت عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے۔عبداللہ نے کہا گدھے کو دور کیجئے مجھے اُس سے بدبو آتی ہے۔ایک انصاری نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبوناک ہے اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو اُن کی آپس میں ہاتھا پائی ہوگئی۔یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

درسِ ادب

صحابہ کرام کی نظروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کتنا ملحوظ خاطر تھا کہ گدھا کے مقابلے میں کلمہ گو عبداللہ اور اُس کی پارٹی سے ہاتھا پائی اور لڑائی جھگڑا کر دیا اور غور کا مقام ہے کہ اُن کا جھگڑا کسی شرعی مسئلہ پر نہیں اور نہ ہی عبداللہ نے صراحتہً یا کنایۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا صفات کی گستاخی کی ہے اس سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی طرف بو منسوب کی تو صحابہ کو یہ بھی ناگوار گزرا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے صحابہ کا حال

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض صحابیوں پر آپ کے فراق اور جدائی کا اتنا غلبہ تھا کہ اُن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ زبان پر لانا دشوار ہو گیا اور اگر احیاناً حدیث کی روایت کے سلسلے میں زبان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آتا تو وہ ایسے بے تاب ہوتے کہ پھر اُن کا سنبھلنا مشکل ہو جاتا۔ چنانچہ عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابنِ مسعود کی مجلس میں اکثر حاضر ہوتا تھا۔ میں نے کبھی اُن کو قال رسول اللہ کہتے نہیں سنا تھا۔ ایک دن اُنہوں نے حدیث بیان فرمائی تو اُس کے ضمن میں ان کی زبان پر قال رسول اللہ جاری ہوا تو اُن کی طبیعت اس طرح بے قابو ہو گئی کہ اُن کو پسینہ آ گیا اور بار بار پیشانی سے پسینہ پونچھتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے وقت اُن کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔

نقش پا کا ادب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ سفر میں یا کسی جنگ میں شرکت فرماتے تو جہاں قیام ہوتا وہاں نماز پڑھنے کے لئے جگہ مخصوص فرما لیتے تھے۔ صحابہ کرام نے اُن مقامات پر بطور یادگار اور تبرک کے لئے مسجد بنا دی چنانچہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں اس قسم کی مساجد آج بھی موجود ہیں۔ صحابہ کرام خود بھی اُن کی زیارت کو جاتے دوسروں کو بھی اُس کی ترغیب دیتے تھے لیکن آج نجدی چن کر ایسی یادگاروں کو مٹاتے چلے جا رہے ہیں۔

معمولات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) حضرت حسان بن ثابت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر عنایت فرمائی تھی جسے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

(۲) ایک صحابی کے سر پر عمامہ باندھ دیا تھا۔ اُنہوں نے اسے عمر بھر اپنے پاس محفوظ رکھا اور وہ اس پر فخر کرتے تھے۔

(۳) حضرت راشد بن سعید ایک صحابی تھے بچپن ہی سے اُن کی والدہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا کرتی تھیں۔ ایک دن جناب راشد کی والدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیعت لے لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ

ابھی بچہ ہے اور حضور ﷺ نے جناب راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ اس واقعہ کی خبر تمام قبیلہ میں مشہور ہو گئی اور تمام قبیلہ والوں نے جناب راشد کے بالوں کو اپنی آنکھوں سے لگایا۔

(۴) ایک صحابی کے پاس حضور ﷺ کے پانی پینے کا پیالہ تھا وہ اُسے ہر لحہ اپنے پاس رکھتے تھے اور جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو اُس میں پانی بھر کر پلایا کرتے تھے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی مہربانی سے ان کی برکت سے بیمار کو کامل شفاء ہو جاتی تھی۔

فائدہ

ان جملہ اُمور کی تفصیل انشاء اللہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ جملہ اُمور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ سے پوچھ کر کئے یا از خود۔ یقیناً از خود کئے ہیں تو اسلام ہیں یا غیر اسلام (معاذ اللہ) یقیناً یہ بھی اسلام ہے تو ایسا اسلام کس کے پاس ہے۔

سب مانتے ہیں اہلِ سنت کے پاس اور دوسروں کے پاس سوائے شرک و بدعت کے اور کیا ہے۔ اگر کچھ ہے تو لاؤ۔

لطیفہ

جو بھی ایسے طریقوں کو اپناتا ہے تو اُسے اپنے بھی کہنے لگ جاتے ہیں یہ سنی بریلوی ہے۔ چنانچہ جب دیوبندیوں نے ہمارے چند معمولات پر عمل کیا تو اُن کی برادری کے دوسرے لوگوں نے انہیں مطعون کیا کہ یہ ڈالڈے دیوبندی ہیں یا بریلوی۔ (الکتاب المسطور)

شعار صحابہ

ہر دور میں مسلک حق و مذہب اسلام کا شعار رہا جس سے وہ پہچانے جاتے جیسے آج کل اہلِ حق کی علامت ہے ''یارسول اللہ ﷺ'' کا نعرہ۔ الحمدللہ صحابہ کے زمانہ غزوات میں یہی نعرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شعار تھا۔ چنانچہ خلافت فاروقی کا زمانہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام و تابعین ملک شام میں لڑ رہے ہیں تو غزوہ مرج القبائل کی معرکۃ الآراء جنگ میں وہ کس کو پکار رہے ہیں

شعار السودان یا محمد یا محمد

اور سوڈانی مسلمانوں کی پکار اور ان کا شعار یہ تھا کہ یا محمد یا محمد (سبحان اللہ)

(فتوح الشام حافظ الحدیث واقدی جلد ا صفحہ ۵)

فائدہ

معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت یارسول اللہ اور یا محمد پکار کر حضور ﷺ سے امداد طلب کرنا حضرات صحابہ اور تابعین کے

مقدس زمانہ میں اسلامی شعار سمجھا جاتا تھا اور دیوبندی وہابی اس اسلامی شعار کو کفر بتاتے ہیں۔ اگر کسی کو اعتبار نہیں تو ان سے یہ نعرہ (یارسول اللہ) کہلوا کر دیکھے یا اُن کے سامنے یہ نعرہ لگائے تو پھر ان کی کیفیت کو دیکھے کہ ان پر کیا گزرتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درس حدیث کا ادب

مستدرک میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن قرط رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد میں گیا دیکھا کہ ایک حلقہ میں لوگ ایسے سر جھکائے بیٹھے ہیں کہ گویا اُن کی گردنوں پر سر ہی نہیں۔ یعنی سب لوگ حدیث شریف سننے میں کچھ ایسے مؤدبانہ سر جھکائے بیٹھے تھے کہ گردنوں پر سر نہیں دکھائی دیتے تھے اور ایک صاحب حدیث شریف بیان کر رہے تھے جب غور سے اُن کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

درسِ ادب

اب ذرا زمانہ کے انقلاب اور طبیعتوں کی رفتار کو دیکھنا چاہیے کہ بعد خیر القرون نے لوگوں کو اُن حضرات کے مسلک سے کس قدر دور کر دیا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ معاملہ بالکل بالعکس ہو گیا ہے۔ اس زمانہ میں حالانکہ ان اُمور کی تعلیم عموماً تھی مگر دل ہی کچھ ایسے مہذب اور مؤدب تھے کہ قسم قسم کے آداب اور طرح طرح کے حُسنِ عقیدت پر دلالت کرنے والے افعال خود بخود اُن سے ظہور پاتے تھے اور وہ ان کو اُصول شرعیہ پر منطبق کر دیتے تھے جس کا سمجھنا بھی شاید اِس زمانہ میں باآسانی نہ ہو سکے کیوں نہ ہو اُن حضرات کے دل وہ تھے جن کو تمام بندوں کے دلوں پر فضیلت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صحابیت کے واسطے منتخب فرمایا تھا اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت معلوم تھی اِسی لئے وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک سر جھکا کر سنتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کرتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی زبان پر لاتے تو کہتے

فداك يا فداه ابی وامی

میرے ماں باپ آپ پر قربان

وغیرہ وغیرہ۔

مستدرک حاکم میں عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم (صحابہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو عظمت کی وجہ سے کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سر نہ اُٹھاتا بلکہ جب بھی مجلس مبارک میں بیٹھتے تو ایسے معلوم ہوتا گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

شانِ نبوت

بہت سے صحابہ کرام جن علامات کو دیکھ کر اسلام لائے وہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیبی باتیں بتانا چنانچہ چند واقعات عرض کرونگا انشاءاللہ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو آپ کے علم غیب پر اتنا یقین تھا کہ وہ اپنے وجود میں شک کو جگہ نہ

دیتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ ایک دن تم مصر کے والی ہوگے چنانچہ نبی پاک ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے ایک جنگ مصر میں لڑی اور وہاں ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ وہ صحابی بھی اُس جنگ میں موجود تھا اُسی نے مجاہدین صحابہ سے فرمایا کہ مجھے ایک فلاخن (ایک ہتھیار جو توپ کی طرح کام کرتا ہے) میں رکھ کر کفار کے قلعہ کے اندر پھینک دو میں ہی اِن سے لڑکر قلعہ کھولوں گا۔ صحابہ کرام اُس کی جرأت سے متعجب ہوئے اور پوچھا کہ اتنی جرأت کیوں؟ اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم مصر کے والی ہوگے اور تاحال میں مصر کا والی نہیں بنا اور مجھے یقین ہے کہ میں نہیں مروں گا جب تک کہ مصر کا والی نہ بنوں۔

درسِ عبرت

صحابہ کرام کو اپنے نبی اکرم ﷺ کے علمِ غیب پر کتنا یقین تھا اور اُن کی قوتِ ایمانی کتنی مضبوط تھی ورنہ ظاہر ہے کہ کسی کو فلاخن میں ڈال کر دور پھینکا جائے تو سوائے موت کے اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ اسی سے مومن کو سبق سیکھنا چاہیے کہ اہلِ ایمان کتنا قوی القلب ہوتا ہے۔ (روح البیان پارہ ۱۰ تحت آیت فَإِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ ...... الخ [1])

صدیق اکبر کی خلافت اور علم غیب

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل از اسلام بسلسلۂ تجارت ملک شام میں تھے۔ وہاں آپ نے خواب دیکھا کہ شمس وقمر آپ کی گود میں اترے ہیں اور آپ نے اُنہیں اپنے سینہ سے لگالیا ہے۔ جب بیدار ہوئے تو ایک نصرانی راہب سے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ راہب نے پوچھا تم کون ہو فرمایا میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں اُس نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو فرمایا قریش سے۔ اُس نے پوچھا تمہارا شغل کیا ہے؟ فرمایا تجارت۔ راہب نے کہا قبیلہ ہاشم سے محمد امین مبعوث ہونگے جو صاحب لولاک اور نبی آخر الزمان ہونگے (ﷺ) تم اُن کا دین قبول کروگے اُن کے وزیر ہوگے اور اُن کے بعد اُن کے خلیفہ ہوگے یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔ اُس واقعہ کے بعد جب صدیق اکبر مکہ مکرمہ واپس آئے اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تمہیں وہ معجزہ کافی نہیں جو شام میں خواب دیکھا اور راہب نے تعبیر بتائی۔ جب صدیق اکبر نے یہ سنا تو عرض کیا آپ نے سچ فرمایا اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(جامع المعجزات صفحہ ۴، نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۰۱)

[1] اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۶)

ترجمہ: اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمادی اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

عصائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

شفاء شریف میں ہے

اخذ حجحاد الضفاری قضیب النبی ﷺ من ید عثمان وتناوله لیکسره علی رکبة فصاح به الناس فاخذته الآکلة فقطعها ومات قبل الحول۔

ججاہ غفاری نے رسول اللہ ﷺ کے عصائے مبارک کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے لے کر چاہا کہ اپنے زانو پہ رکھ اُسے توڑے اِس پرلوگوں نے اُس سے باز نہ رہنے کے لئے شور مچایا اِس کے بعد اُس کے زانو میں پھوڑا نکلا پھر وہ زانو کاٹا گیا بالآخر اسی سال میں وہ مرگیا۔

ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے تو ڈرتے تھے اُن کا جسم لرز جاتا اور کپکپی طاری ہو جاتی اور وہ صرف حضور ﷺ کی محبت اور عشق کی بناء پر تھا اور بعض صحابہ تو ہیبت اور تعظیم کے سبب سے رو پڑتے۔ اِس کا سبب تو وہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلب میں رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام گھر کر چکا تھا اور یہی ایمان کا خاصہ ہے کہ جہاں ایمان ہوگا وہاں اپنے نبی پاک ﷺ کا ادب ہوگا اور جہاں ایمان نہ ہوگا وہاں ادب کہاں۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتے اور وہ بھی صحابہ کرام کی ایمان کے جملہ علامات سے مزین تھے لیکن چونکہ ادب سے محروم تھے جیسا کہ منافقین کے حالات میں ہے۔ اِس لئے انہیں خود خالق کائنات نے نہ صرف بے ایمان کہا، بلکہ وہ لوگ کذاب، فسادی، جہنم کا ایندھن بلکہ اُس کے نچلے طبقے کے عذاب میں رکھے جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ ایمان اعمال کردار کا نام نہیں بلکہ ایمان ادب رسول ﷺ اور اُن کے ساتھ عشق اور محبت اور عقیدتِ صادقہ کا نام ہے اسی لئے علماءِ کرام نے اہل ایمان کو ادبِ رسول ﷺ کے لئے بہت بڑا زور دیا اور ذکرِ رسول ﷺ کے ادب کی خصوصیت سے تلقین کی۔ اسی لئے سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا علاماتِ محبت رسول ﷺ سے حضور ﷺ کے ذکر کے وقت آپ کی تعظیم وتوقیر بجالانا اور آپ کے اسم مبارک کے سننے پر خشوع وخضوع اور انکساری کرنا بھی ہے کیونکہ جو جس سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اس کے سامنے عاجزی کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہی عادت تھی جسے فقیر نے باب دوم میں بیان کردیا ہے۔

ابو ابراہیم تجیبی فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ جب حضور ﷺ کا ذکر کرے یا اُس کے سامنے ذکر کیا جائے تو وہ خشوع وخضوع کا اظہار کرکے اور بدن کو سامنے کرکے جنبش تک نہ دے اور خود پر ہیبت وجلال طاری کرے گویا کہ اگر وہ حضور ﷺ کے حضور روبرو ہوتا اور اُس وقت جیسا ادب فرض تھا وہی ادب کرتا اُس وقت بھی ویسا ہی ادب کرے۔

(مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۵۲۸، تحقیق الفتویٰ المولانا فضل حق)

جیسا کہ اُویسی غفرلہ نے صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علماءِ محدثین و مشائخ متقدمین و متاخرین وفقہاء و مفتیین کے واقعات وحکایات تفصیل ''بادب بانصیب'' میں لکھی ہے۔

عن سھیل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رسول اللہ ﷺ ذھب الی بنی عمر بن لیصلح بینھم فحانت الصلوٰۃ فجاء المؤذن الی ابی بکر فقال اتصلی للناس فاقیم قال نعم فصلی ابو بکر فجاء رسول اللہ ﷺ والناس فی الصلوۃ فتخلص حتی وقف فی الصف فصفق الناس و کان ابوبکر لا یلتفت فی صلوۃ فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرائی رسول اللہ ﷺ فاشار الیہ رسول اللہ ﷺ ان امکث مکانک فرفع ابو بکر یدیہ فحمداللہ علی ما امرہ بہ رسول اللہ ﷺ فلما انصرف قال یا ابو بکر ما منعک وان متثبت اذا مرتک فقال ابو بکر ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ ﷺ ...... الخ۔ (بخاری شریف)

حضرت سہیل ابنِ سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی عمر ابنِ عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے جب نماز کا وقت ہوا تو مؤذن نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ کر اقامت کی اور اُنہوں نے امامت کی۔ اسی اثناء میں حضور ﷺ تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا جب نمازیوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو تالی لگانے لگے (تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ متنبہ ہوجائیں) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں کسی بھی طرف دیکھتے نہ تھے جب تالی کی آواز سنی اور گوشۂ چشم سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ حضور ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو حضرت ابوبکر نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اُس وقت کہ حضور نے اُن کو جائے امامت پر کھڑا رہنے کا حکم دیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع ہوئی تو اُنہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ابو قحافہ کے بیٹے کی مجال نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔

فائدہ

اس حدیث کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب ''النجاۃ فی تصور النبی فی الصلوٰۃ'' میں ہے۔

فائدہ

نمونہ کے طور پر چند ایک محدثین کے عادات عرض کئے تاکہ ایمان کے متعلق علم ہو کہ وہ ادب اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ

میں ہے جس کے دل میں یہ نہ ہو اُسے سمجھنا

یہ جگہ خوک وخر کی ہے

یہ اجمالی آداب اب بھی تشنہ لب ہیں۔ فقیر نے کتاب ''باادب بانصیب'' میں اِس اجمال کی طویل بحث لکھی ہے اب چند واقعاتِ صحابہ بھی ملاحظہ ہوں تاکہ ایمان کو ٹھنڈک اور قلب کو فرحت اور روح کو سرور نصیب ہو۔

یاد رہے کہ میرا موضوع اس کتاب میں صرف آدابِ صحابہ ہے اس کا یہ مطلب نہیں بعد والے اس نعمت سے خالی تھے۔ یہاں صرف ایک واقعہ حوالے قلم کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اسلافِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ ادبِ رسول ﷺ میں کس قدر بہرور تھے اور ہم کس قدر محروم ہیں۔

رسول اللہ کی چارپائی کی قدر و منزلت

حضرت سعد بن زراہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چارپائی ہدیہ کے طور پر پیش کی۔ اُس کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے حضور ﷺ اُس پر سویا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کو اِسی چارپائی پر رکھا گیا۔ پھر بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وفات شریف پانے پر اُس پر رکھا گیا۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے پر اُس پر رکھا گیا۔ لوگ اپنے فوت ہونے والوں کو بطورِ تبرک اُسی پر رکھا کرتے تھے۔ عہد بنو اُمیہ میں یہ چارپائی حضرت عائشہ صدیقہ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن اسحاق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔ (زرقانی)

علم غیب

آج لوگوں نے علم غیب کو شرک کے فتوےٰ کا نشانہ بنایا ہوا ہے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے علم غیب کو نبوت کی دلیل بنا کر فخریہ بیان کرتے تھے۔ نمونے کی چند روایات ملاحظہ ہوں

(۱) بخاری شریف میں ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔ یہ مصالحت ۴۱ ہجری میں ہوئی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لی۔ اس سنہ کا نام اہلِ اسلام نے عام الجماعت رکھا۔

(۲) طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ بیت اللہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ کفر میں کعبہ مکرمہ کو

پیر اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ بھی بیت اللہ میں تشریف فرما ہونے کے لئے آئے میں نے آپ کی بے ادبی کی، گستاخانہ الفاظ استعمال فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا عثمان تو ایک دن اِسی کنجی کو میرے ہاتھ میں دیگا جسے میں چاہوں گا دونگا۔ عثمان کہتے ہیں میں گویا ہوا کیا اُس وقت قریش مرجائیں گے۔ فرمایا نہیں اُس کی عزت میں اضافہ ہوگا۔ مکہ فتح ہوا آپ فاتحانہ داخل ہوئے عثمان سے کنجی طلب کی اُس نے ٹال مٹول کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کا ہاتھ مروڑا آپ نے فرمایا اے علی اِسے جانے دے اُس نے تھوڑے سے توقف کے بعد یہ کنجی حضور ﷺ کے سپرد کردی۔ آپ نے فرمایا یہ کنجی تیرے اور تیرے خاندان کے پاس رہے گی آج تک کلید بردار اسی خاندان کے لوگ ہیں۔

(۳) ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان مسطور ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری اُمت ہندوستان کو بھی فتح کرے گی ہند میں جہاز آراء ہوگی۔

(۴) نبی کریم ﷺ نے ایک دعوت نامہ حبشہ کی طرف (افریقہ) کے بادشاہ نجاشی کے نام ارسال فرمایا وہ مسلمان ہوگیا۔ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں مرقوم ہے کہ جس دن اُس کا انتقال ہوا نبی کریم ﷺ صحابہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ فرمایا نجاشی فوت ہوگیا ہے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ اِن کے علاوہ بیشمار واقعات علم غیب کے باب میں عرض کئے جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اسرائیلی کی بخشش

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا جس کا پورا ایک سو جرم خطا میں گزرا جب وہ فوت ہوا تو بنی اسرائیل نے اُسے ایسے ہی بلا کفن ودفن پھینک دیا۔

فاوحی اللہ الیٰ موسیٰ علیہ السلام ان غسلہ و کفنہ وصلی علیہ فی بنی اسرائیل

تو اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اُسے غسل دو اور کفنا کر بنی اسرائیل کو بلا کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھیئے

سبب دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لانہ نظر فی التوراۃ فوجد اسم محمد فقبل ووضعہ علیٰ عینیہ وصلی وعلیہ

اس لئے کہ اِس نے تورات میں میرے محبوب ﷺ کا اسم دیکھا تو اُسے بوسہ دیکر آنکھوں پر رکھا اور درود بھی پڑھا

فغفرت لہ ذنوبہ وزوجتہ حوراء

اِسی لئے میں نے اُسے بخش دیا اور اسے حور بھی عنایت کردی

(اخرجہ ابونعیم فی الحلیہ جلد۴ صفحہ ۴۲، سیرۃ حلبی جلد ۱ صفحہ ۸۰، نزہتہ المجالس جلد۲ صفحہ ۱۸۹ از تاریخ الخمیس وغیرہ وخصائص کبریٰ

جلد۱۰صفحہ۱۶وغیرہ وغیرہ)

فائدہ

اس حکایت کو بار بار پڑھیئے مخالفین تو زندگی بھر ماتھے رگڑ رگڑ کر بھی بہشت نہ لے سکے اور نہ ہی حور کی بغلگیری سے لطف اندوز ہو سکے لیکن اللہ مالک قادر ہے کہ اپنے محبوب مدنی ﷺ کے ایک نام لیوا اور عاشق کو بہشت بھی دے دی اور حور بھی۔ اس سے مخالفین روئیں یا مریں لیکن اُس عاشق نے بزبانِ حال کہہ ہی دیا

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی!

درسِ ادب

حضور ﷺ کے شان کے چرچے تو ہر دور میں تھے ہی جیسا تفصیلی بیان فقیر کی کتاب ''آدم یا اینڈم'' میں ہے۔ اسی چرچا پر اُس اسرائیلی کو حضور ﷺ سے پیار پیدا ہوا ہوگا اُسے ادب نے مجبور کیا ہوگا کہ نام مبارک کو چومنے کی مشق کرے جیسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا اس ادب پر اللہ تعالیٰ نے نادیدہ عاشق انعامات سے ایسا نوازا کہ شاید و باید۔

۹۹ قتل بخشے گئے

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کئے ایک راہب سے اپنی توبہ کا سوال کیا تو اس نے ایک راہب کی طرف رہبری کی۔ اُس راہب کی خدمت میں پہنچ کر اپنا ماجرا سنایا۔ راہب نے کہا ایسے کی توبہ قبول نہیں ہوگی اُس نے راہب کو بھی قتل کر دیا اس پر پورے سو قتل ہو گئے۔ آگے چل کر پھر کسی عالم دین سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تا کہ اُس کی توبہ قبول ہو جائے۔ اس نے کہا کیوں نہیں توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے لیکن فلاں گاؤں میں جاؤ وہاں اللہ کے نیک بندے رہتے ہیں جو عبادت گزار ہیں تو اُن کے ساتھ رہ کر عبادت کر اپنے گاؤں میں نہ لوٹنا کہ وہ بُرا مقام ہے وہ مرد چل پڑا جب آدھا سفر طے ہوا تو ملک الموت آ پہنچے تو اُس گاؤں کی طرف سینہ بڑھایا اس کے بعد ملک الموت جان لے کر چلے

فاختصمت فیه ملائکة الرحمة وملائکة العذاب فاوحی اللہ الیٰ هذه ان تقربی و و هذه ان تباعدی فقال قیسوا اما بینهما فوجدالیٰ هذه اقرب بشبر نغفرله۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ و مسلم)

تو رحمت و عذاب کے فرشتے جھگڑے گئے۔ زمین کے ناپنے کا حکم دے دیا گیا ادھر زمین کو گھٹنے بڑھنے کا حکم فرمایا وہ شخص زمین مقصود کی طرف ایک بالشت کے قریب پایا گیا اسی وجہ سے اُسے بخشا گیا۔ (مشکوۃ باب الاستغفار و مسلم وغیرہ)

فائدہ

ناظرین غور فرمائیے یہ شخص معمولی مجرم نہ تھا اور جرائم و معاصی کو تو خدا جانے لیکن خونی ہونا تو ظاہر ہے اور وہ بھی صرف ایک کا قاتل نہیں بلکہ سو جانیں ناحق مٹائیں وہ مجرم اور گنہگار اگرچہ تھا لیکن چونکہ بدعقیدہ اور بدمذہب نہ تھا اِسی لئے بخشا گیا اور بخشش بھی ایسی کہ خود احکم الحاکمین نے اُس کی بخشش کا سبب بنایا اگرچہ وہ اسباب کا محتاج نہیں لیکن بندوں کو اپنے محبوبوں کے ادب و عقیدت کے اعزاز و اکرام یونہی کرم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادب کی توفیق بخشے۔ آمین

شہنشاہ اولیاء کو ماں کی دعا

سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ اولیاء کے شہنشاہ مشہور ہیں یہ مرتبہ ماں کے ادب سے پایا۔ چنانچہ خود سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے مراتب حاصل ہوئے وہ سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے ایک مرتبہ میری والدہ نے فرمایا رات کے وقت مجھے کہا بیٹا پانی لاؤ حسنِ اتفاق سے اُس رات گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ میں رات کے وقت ہی گھڑا لے کر نہر پر پہنچا اور پانی لے آیا میرے دور سے پانی لانے کی وجہ سے والدہ محترمہ سو گئیں۔ میں پانی لئے ساری رات اُن کی چارپائی کے قریب کھڑا رہا جبکہ اُن کی آنکھ کھلی تو میں نے پانی پیش کیا تو والدہ نے فرمایا بیٹا تم پانی رکھ کر سو جاتے کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا محض اس خوف سے کھڑا رہا کہیں آپ بیدار ہوں اور پانی نہ پی سکیں والدہ نے یہ سن کر بہت دعائیں دیں۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۹۰)

فائدہ

والدین کی بے ادبی کی دنیا میں بھی سزا بھی ملتی ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کل الذنوب یغفر اللہ عنھا ماشاء اللہ الا حقوق الوالدین فانہ یعجل لصاحبہ فی الحیواۃ قبل المماۃ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۴۲۱)

تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ جو چاہے بخش دے گا سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے اُس شخص کے لئے موت سے پہلے زندگی میں ہی سزا دے دیتا ہے۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہے معاف کر دے مگر والدین کے بے ادب اور گستاخ کے لئے معافی نہیں بلکہ وہ اس گناہ کی سزا دنیا کی زندگی میں بھی پائے گا اور آخرت میں بھی۔

والدین کی نافرمانی کی سزا کا ایک واقعہ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ایک نوجوان شخص ہے اس وقت وہ نزع کے عالم میں ہے اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کی جاتی ہے لیکن اس کے منہ سے یہ کلمہ ادا نہیں ہورہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ اِس کلمہ کو اپنی زندگی میں نہیں کہتا تھا لوگوں نے عرض کیا وہ برابر کلمہ گورہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ اُٹھ کر چل دیئے۔ آپ اُس نوجوان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا لا الٰہ الا اللہ پڑھ۔ اُس نے کہا میں اِس کو کہنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے عرض کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ چنانچہ وہ بلوائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آگ دہکائی جائے اور یہ کہا جائے کہ اگر اس لڑکے کی سفارش نہ کرے گی تو اِس کو دہکتی آگ میں ڈال دیا جائیگا تو کیا تو اِس کی سفارش نہ کرے گی۔ عورت نے کہا اُس وقت تو میں ضرور اِس کی سفارش کرونگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو اور ہم سب کو گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس بیٹے سے راضی ہوگئی چنانچہ اُس نے اظہار رضامندی کیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قریب المرگ جوان سے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہہ۔ اُس نے اب صاف صاف لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تعریف ہے اُس خدا کے لئے جس نے میرے سبب سے اس نوجوان کو آگ سے نجات دی۔ (بیہقی، طبرانی)

فائدہ

یہ نوجوان علقمہ صحابی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غور فرمایئے کہ صحابیت کا مرتبہ جملہ اُولیاء سے بلند و بالا ہے لیکن اس کے باوجود والدہ کی بے ادبی کی سزا سے نہ بچ سکے۔ اس سے بڑھ کر علماء و اُولیاء و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ و بے ادب کی سزا اور عذاب کا اندازہ خود لگایئے۔

هذا آخر رقمه قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۳ صفر ۱۳۹۹ھ۔ بہاولپور پاکستان